خوارج کی تکفیر-امام ابن تیمیہؒ کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

Takfir of Khwarij-Analytical study of the thoughts of Imam Ibn Taymiyyah (R.A)

ڈاکٹر حافظ نعمان احمد[i]

Abstract

Islam is the only natural religion in this world that urges humanity to be free from sectarianism and oppression and also advises them to establish such a peaceful society where the life, property, honor and freedom of every human being are protected. The Kharijites are the very first sect to break away from the Muslim community in the first century of Islam, which has always been proved to be strict, harsh, violent and ruthless in favor of Muslims in terms of its words, deeds and character. From the time of Prophet-hood, Muslims were directed and commanded to fight against the Kharijite sect, citing and showing its reprehensible signs and customs. But the scholars and jurists of the Muslim Ummah differ on the issue of whether the Kharijites are Muslims or unbelievers (Kafir)? Imam Ibn e Taymiyyah was a most popular figure, a genius writer and a brave warrior in Islamic history who had a great Jihadi literature. In his time, he had issued a fatwa in which he declared the Mongols who invaded Egypt and Syria "Kharijtes" and fought against them, despite the fact that the Mongols called themselves Muslims. At present, many Jihadi organizations in several Muslims countries are being declared "Kharijites" and military actions are being taken against them, even though these organizations call themselves Muslims. In such a similar situation, there is an urgent need to know and study the thoughts and ideas of Imam Ibn e Taymiyyah to know his point of view regarding the takfir and non-takfir of the Kharijites and present the spirit of his fatwa and its real respondent to the world in order to play its role in eradicating the current terrorism.

Keywords: Kharijites, Mongols, Jihadi, Fatwa, Warrior, Militant organizations, Takfir, terrorism

امام ابن تیمیہؒ کا تعارف

امام ابن تیمیہؒ، عظیم الشان جہادی ادب کے حامل، ساتویں صدی ہجری کے مجدد اور ایک ایسی عہد ساز شخصیت ہیں جو صاحب قلم بھی ہیں اور صاحب سیف بھی۔ آپ بیک وقت بیسیوں متنوع علوم وفنون کے ماہر اور غیر معمولی و عبقری

i لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج، گوجرانوالہ

صلاحیتوں کے مالک تھے۔آپ نے بہ نسبت دیگر ائمہ دین، مختصر ترین وقت میں اسلامی تہذیب و تشخص کے تحفظ، سماجی بہبود و معاشرتی اصلاح و فلاح، ہر سمت سے مسلمانوں پر حملہ آور اندرونی و بیرونی طاغوتی قوتوں کے مقابلے اور تاتاری فاتحین کے خلاف جو عملی اقدامات اٹھائے، تاریخ ان کی معترف نظر آتی ہے اور آپ کو اس حوالے سے یکتائے زمانہ قرار دیتی ہے۔آپ کی تحریکِ دعوت و جہاد کے زیر اثر دنیا بھر میں مختلف تحریکیں اور نامور شخصیات ابھر کر سامنے آئیں جنہوں نے علمی و عملی میدانوں میں آپ کے افکار و نظریات سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنے لٹریچر میں ان کی نشر و اشاعت کا خصوصی اہتمام بھی کیا۔ آپ نے جہاد پر ایک گرانقدر علمی ذخیرہ چھوڑا ہے اور خود سلطان مصر و شام کے ہمراہ عملاً میدان قتال میں اتر کر تاتاریوں سے اور سرکاری فوج کے ہمراہ حکومتی رٹ چیلنج کرنے والے جرد و کسروان کے باطنی اسماعیلی فرقے سے جہاد و قتال کیا ہے۔امام صاحب نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے مملکتِ مصر و شام پر کلمہ گو تاتاری جارحین کو خوارج قرار دیا جبکہ مملکت و رعایا کے امن وامان میں مخل ہونے اور مملکت دشمن عناصر سے خفیہ روابط و امداد کے مرتکب ہونیوالے باطنی فرقہ کو ریاست کے خلاف خروج و بغاوت اور بدعہدی و غداری کرنیوالا گروہ قرار دیا۔

لہٰذا موضوعِ بحث کے پیش نظر افکار و نظریات امام ابن تیمیہؒ کی روشنی میں خوارج کا تعارف و وجہ تسمیہ، خوارج کے افکار و نظریات، اُن کی تکفیر کا حکم، اُن سے قتال کی علت اور خوارج و فتنہ پرداز گروہوں کے مابین قتال کے فرق کا مختصر جائزہ و تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

خوارج کا تعارف

امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک اسلام میں سب سے پہلا تفرّق، ابتداع اور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی و افتراق کا فتنہ، سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد تب کھڑا ہوا جب سیدنا علیؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ نے ''تحکیم'' پر اتفاق کیا تو گروہ خوارج نے ''لا حکم الا اللہ'' کا نعرہ بلند کیا اور مسلمانوں سے الگ تھلگ ہو گئے۔ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو بھیجا گیا تو انہوں نے خوارج سے مناظرہ کیا، جس کے بعد ان کی نصف کے قریب جمعیت نے (راہِ ہدایت پا کر) اپنے مؤقف سے رجوع کرتے ہوئے نہ صرف توبہ کر لی بلکہ واپس مسلمانوں کی جماعت میں لوٹ آئے لیکن باقی خوارج نے مسلمانوں کے خون اور اموال کو حلال قرار دیا اور جلیل القدر صحابہؓ جیسے سیدنا عبداللہ بن خباب بن الأرتؓ کو (ان کی حاملہ زوجہ سمیت) شہید کیا اور یہ دعوی کیا کہ ہم ساری جماعت نے مل کر انہیں شہید کیا ہے، جس پر سیدنا علیؓ نے اُن سے جنگ و قتال کیا[1]۔

نیز خوارج سے مراد وہ لوگ ہیں جو سیدنا علیؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کے خلاف تحکیم کا دعوی لے کر، یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ لا حکم الا اللہ اور وہ مسلمانوں کے جماعت سے الگ تھلگ ہو گئے۔جب سیدنا عثمانؓ شہید ہوئے اور سیدنا علیؓ نے خلافت کو عراق منتقل کیا، اور بعد ازاں امت اسلامیہ کے مابین جنگ جمل اور جنگ صفین ہوئی تو فتنہ اور

تفرقہ پھیل گیا جس کے بعد خوارج نے سر اٹھایا اور انہوں نے مسلمانوں کی دونوں جماعتوں (سیدنا علیؓ اور سیدنا معاویہؓ) کے خلاف خروج کیا[2]۔

معلوم ہوا کہ خوارج ایک ایسا فرقہ اور وہ اولین گروہ ہے جو مسلمانوں کے مابین فتنہ اور تفرقہ کے ایام میں، اسلام ہی کے نام پر مسلمانوں سے جدا ہو گیا تھا اور اس نے سیدنا علیؓ، سیدنا امیر معاویہؓ اور تمام مسلمانوں کے بر خلاف اپنے مبنی بر خواہش اقوال اور متشددانہ افعال واعمال کے ساتھ اپنی الگ حیثیت، پہچان اور تشخص قائم کر لیا تھا۔

خوارج کا پس منظر، وجہ تسمیہ اور فرقے

امام صاحب نے خوارج کی وجہ تسمیہ یہ ذکر کی ہے کہ سیدنا علیؓ اور دیگر مسلمانوں کے خلاف خروج کی وجہ سے انہیں خوارج کہا جاتا ہے۔ انہیں حروریہ، حکمیہ، محکمہ، شراۃ، المارقۃ اور اہل نہروان بھی کہا جاتا ہے۔ خوارج کو ''حروریہ'' اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو کر اور ان کے امیر کی اطاعت سے نکل ''حروراء''[3] نامی جگہ پر جا کر آباد ہو گئے تھے اور تاریخ اسلام میں مسلمان حاکم کے خلاف پہلا خروج، یہیں کے خوارج کا تھا۔[4] اِنہیں **اھل النھروان** اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ سیدنا علیؓ نے اسی جگہ پر ان سے قتال کیا تھا[5]۔ امام صاحب نے خوارج کیلئے لفظ **"المارقون"** استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے دین سے منحرف اور مرتد ہونے والے لوگ[6]۔

خوارج کے چند فرقوں میں سے ایک **"اِلاباضیۃ"** ہے جو عبداللہ بن اِباض کے متبعین ہیں۔ دوسرا **"الأزارقۃ"** ہے جو نافع بن الأزرق کا پیروکار ہے۔ تیسرا فرقہ **"النجدات"** ہے جو نجدۃ الحروری کے متبع و پیروکار ہیں اور یہ وہی پہلا شخص ہے جس نے گناہوں کی وجہ سے اہل قبلہ کی تکفیر کی تھی بلکہ یہ فرقہ جن کے بارے میں سمجھتا ہے کہ وہ گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں، ان کا خون (اور مال) حلال قرار دیتا ہے اور یہی وہ فرقہ ہے جس میں نبی ﷺ کی جانب سے خوارج کی بابت بتلائی گئیں علامات موجود تھیں کہ وہ اہل اسلام کو قتل کرینگے اور بت پرستوں کو چھوڑ دینگے۔ یہی وہ فرقہ ہے جس کی جانب سے سیدنا علیؓ، سیدنا عثمانؓ اور ان کے ہمنواؤں کو معاذ اللہ کافر قرار دیا گیا تھا بلکہ انہی لوگوں نے سیدنا علیؓ کے خون کو حلال قرار دیتے ہوئے اپنے ایک پیروکار عبدالرحمن بن ملجم المرادی کے ذریعے انہیں شہید کروایا تھا۔ اس فرقے کا پیروکار ابن ملجم اور دیگر خوارج ہی تھے جو بکثرت (غلو کی حد تک) عبادت کرتے تھے لیکن اس کے باوجود جاہل تھے اور اہل السنۃ والجماعۃ کو چھوڑ چکے تھے[7]۔

گویا خوارج نے، سیدنا علیؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ ہر دو کی اطاعت قبول نہیں کی تھی، مسلمانوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنا علیحدہ تشخص قائم کر لیا تھا اور سیدنا علیؓ و سیدنا امیر معاویہؓ دونوں، بالخصوص سیدنا علیؓ کے خلاف منظم جنگی محاذ کھول رکھا تھا۔ خوارج کے دیگر فرقوں کی نسبت نجدۃ الحروری خارجی کا فرقہ، النجدات '' ظلم وجہالت، انحراف وغلو، تشدد

وتعصب، خلافت راشدہ کی مخالفت اور اہل قبلہ کی تکفیر میں حد سے بڑھا ہوا، فرقہ تھا اور احادیث میں خوارج کی بابت بتلائی گئیں علامات اِس فرقہ میں کماحقہ پوری ہوتی تھیں۔

خوارج کے افکار، عادات اور صفات

امام صاحب نے خوارج کی بعض صفات، افکار، عادات کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1. **قرآن پر عملدرآمد کروانا اور سنّت کو خلاف قرآن سمجھنا**

مذہبِ خوارج کی اصل اور بنیاد، قرآن مجید کی تعظیم وتوقیر اور اس کی اتباع وپیروی پر عملدرآمد کروانا ہے جبکہ سنتِ رسول ﷺ اور مسلمانوں کی جماعت سے یہ گروہ، نکل چُکا (یعنی اِن سے مستغنی وبے پرواہ ہو چکا) ہے۔ لہذا خوارج کے نزدیک ایسی سنت کی اتباع وپیروی ہی ضروری نہیں جو اُن کے نزدیک، قرآن کے خلاف ہے جیسے رجم کی سزا اور چوری کا نصاب وغیرہ، اس لئے یہ لوگ گمراہ ہوگئے اور انہوں نے اس امر کو فراموش کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اوپر نازل شدہ وحی کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کتاب اور حکمت دونوں کو نازل فرمایا ہے[8]۔

2. **رسول اللہ ﷺ وخلفاءِ راشدین کی عدم اتباع اور اہل قبلہ کی تکفیر**

فرقہ خوارج اولین فرقہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے بعد ائمہ کرام (خلفاء راشدین) کے حکم کی تعمیل نہیں کی بلکہ سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علیؓ کو، اور ان کے تمام ہم خیال اور ہمنوا مسلمانوں کو "تحکیم بغیر ماأنزل اللہ" کی بنیاد پر (معاذ اللہ) کافر قرار دیا۔ بلکہ اہل قبلہ مسلمانوں کی "**تحکیم بغیر ماأنزل اللہ**" اور دیگر وجوہات، جیسے گناہ (جن امور کو وہ اپنے خیال کے مطابق گناہ قرار دیتے تھے) کی بدولت، سب سے پہلے تکفیر کی اور انہی گناہوں کی بدولت ان کے خون اور مال کو حلال قرار دیا تھا اور بعد ازاں اس حد تک بڑھ گئے کہ سیدنا علیؓ کا خون حلال قرار دیتے ہوئے ان کو بھی شہید کر دیا[9]۔

3. **من پسند شریعت کی آڑ میں رسول اللہ ﷺ اور سنت رسولؐ کی توہین**

خوارج، سنت رسول ﷺ سے منہ موڑ کر نکل گئے اور سنّت میں جس کو بُرا قرار دیا گیا اس کو برا نہ جانا اور جسے اچھا قرار دیا گیا اسے اچھا نہ سمجھا۔ بلکہ معاذ اللہ، انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے متعلق بھی یہ جائز قرار دیا اور ثابت کیا کہ آپ ﷺ خود اپنی جان پر ظلم کر سکتے ہیں، خوارج آپ ﷺ کی سنت کے حوالے سے گمراہ ہوگئے اور آپ ﷺ کی اطاعت ومتابعت کو واجب قرار نہ دینے پر تُل گئے، انہوں نے آپ ﷺ کی انہی معاملات میں تصدیق کی جن کی تصدیق قرآن کرتا ہے، جبکہ سنتِ رسول ﷺ سے جو کچھ مقرر وثابت اور شریعت کا حصہ قرار پاتا ہے، اسے انہوں نے اپنے گمان کے مطابق قرآن کے خلاف قرار دے کر ترک کر دیا[10]۔

4. **قرآن مجید کی مخالفت پر تکفیر کرنا**

خوارج اور اہل بدعت [11] کے ہاں مسلمانوں کے تکفیر، دو باطل قسم کے مقدمات پر مبنی ہے، اول یہ کہ فلاں فلاں چیز قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اور دوم یہ ہے کہ جو شخص بھی قرآن کی مخالفت کریگا، اس کی تکفیر کی جائیگی یا وہ مرتکبِ کفر ہوگا، خواہ کسی غلطی و خطاء کی بنیاد پر یا (عمداً) گناہ کرتے ہوئے، وجوب اور تحریم کے عقیدے کے باوجود، قرآن کی مخالفت کر بیٹھے [12]۔

5. سنت رسولؐ سے خروج، معاصی پر تکفیر اور غار تگری کا جواز:

خوارج (الحروریۃ المارقۃ) اس امت میں اولین بدعتی ہیں جن کی دو مشہور بُری خصلتیں ہیں جو انہیں اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کرتی ہیں، اور بدعتی فرقوں کی اکثریت بھی خوارج کے انہی دو خصائل میں ان کی پیروکار ہے۔ انہی خصائل کی وجہ سے خوارج اور بدعتی گروہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے ائمہ (خلفاء راشدین) سے مفارقت ولاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ خوارج، سنت رسول ﷺ سے خروج واعراض کرتے ہیں، اطاعت واتباعِ رسول ﷺ کو واجب قرار نہیں دیتے اور سنت میں ثابت شدہ نیکی کو نیکی اور گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے گویا وہ سنت میں ثابت شدہ خیر کو شر، اور شر کو خیر سمجھتے ہیں۔ خوارج کی یہ ایسی بری خصلت ہے جو مخالفین سنت تمام بدعتی گروہوں میں مشترک طور پر موجود ہے۔ اگر یہ رویہ موجود نہ ہوتا تو پھر یہ بدعت نہ کہلاتی۔ یہ ایسی قدر ہے جس میں بعض اہل علم سے بعض مسائل میں خطاء بھی سرزد ہوئی ہے۔ بہر حال بدعتی فرق کی یہ خصلت ہے کہ وہ سنت ظاہرہ و معلومہ کی مخالفت ہی کرتے ہیں۔ خوارج کی دوسری بد خصلت یہ ہے کہ وہ گناہوں و معاصی کے ارتکاب پر گناہگار مسلمان کی تکفیر کرتے ہیں، اس کے وطن کو دار الحرب اور اس کا خون ومال حلال سمجھتے ہیں [13]۔

6. لالچ وحرص اور مذہبی جبر

امام صاحب کے نزدیک مسلمانوں کے حق میں یہ خوارج، چور اور ڈاکوؤں سے بھی زیادہ خطرناک لوگ ہیں کیونکہ یہ مال کے لالچی ہیں، انہیں مال ملتا رہیگا تو قتال نہیں کرینگے اور خوارج دین کے نام پر مسلمانوں سے صرف اس لئے قتال کرتے ہیں کہ مسلمان، کتاب وسنت اور اجماع صحابہؓ سے رجوع کرکے خوارج کے مبتدعانہ فہم اور فاسد تاویلات کے مطابق قرآن کو مانیں اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں [14]۔

7. خواہش پرستی اور گمراہی

خوارج، اھل الاھواء یعنی خواہش پرست بدعتی گروہ ہے جو ہر عمل اپنی خواہش کی بنیاد پر ہی کرتا ہے اور ہر اس حق بات کی مخالفت کرتا ہے جو ان کی خواہشات کے خلاف ہو۔ گروہِ خوارج ایک گمراہ فرقہ ہے کیونکہ وہ قرآن میں اس کی جگہوں سے تحریف کرتا ہے اور ان میں من مانی تاویل کرکے اللہ تعالیٰ کے مقصود ومطلوب کے خلاف و برعکس مفہوم مراد لیتا ہے۔ نیز

محکمات سے اعراض، متشابہات پر تمسک، سنت ثابتہ، جو قرآن کی مراد ومطلوب واضح کرتی ہے، سے منہ موڑنا اور سنّت رسول ﷺ واجماع صحابہؓ سے منہ موڑنا، خوارج کا شیوہ ہے[15]۔

خوارج کے افکار و نظریات اور عادات وصفات کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف قرآن کی اتباع وپیروی، مسلکِ خوارج کے مطابق، کرنی چاہئے جبکہ حدیث وسنت کا وہ تمام حصہ نا قابل عمل ونا قابل قبول ہے جو مذہبِ خوارج کے نزدیک، قرآن کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ومتابعت واجب نہیں کیونکہ آپ ﷺ خود اپنی جان پر ظلم کر سکتے ہیں (معاذ اللہ)۔ آپ ﷺ کی تصدیق صرف انہی معاملات میں ہوگی جن کی قرآن مجید تصدیق کرتا ہے۔ ضروری نہیں کہ آپ ﷺ کی بیان کردہ نیکی، نیکی ہی ہو اور گناہ، گناہ ہی ہو۔ خلفائے راشدین نے اللہ کی نازل کردہ خالص شریعت کے مطابق تمام تر فیصلے نہیں کئے لہذا وہ نہ تو مسلمان ہیں اور نہ ہی واجب الاتباع، ان کا خون اور مال حلال ہے (معاذ اللہ)۔ مسلکِ خوارج میں ثابت شدہ گناہ کا ارتکاب کرنا اور خالص شریعت الٰہیہ سے ہٹ کر فیصلہ کرنا، کفر ہے اور ہر خاص وعام، اُس گناہ کا دانستہ یا غیر دانستہ طور پر مرتکب ہو یا غلطی وخطاء سے شریعت مخالف کوئی فیصلہ کرے، وہ کافر قرار پائیگا، اس کا وطن دار الکفر اور اس کا خون ومال حلال سمجھا جائیگا۔ یوں خوارج اپنے مبتدعانہ فہم اور فاسد تأویلات کے مطابق امت پر اپنے افکار و نظریات کو جبراً نافذ ولاگو کرنا چاہتے ہیں، اپنی خواہش پرستی کو حق قرار دینے پر مصر ہیں اور قرآن مجید وشریعت اسلامیہ میں تحریف اور من مانی تأویل کے مرتکب ہیں۔

خوارج کی حیثیت وحقیقت اور ان کی تکفیر کا حکم

1. خوارج، ایک بدعتی اور غیر معصوم، فرقہ ہے

امام صاحب کے نزدیک فرقہ خوارج ایک بدعتی گروہ ہے اس لئے کہ یہ گناہوں اور غلطیوں کی بناء پر دوسروں کی تکفیر کرتے ہیں۔ محض گناہوں کی وجہ سے مسلمانوں کی تکفیر کرکے ان کا خون اور مال حلال قرار دیتے ہیں۔ اور دار الاسلام کو دار الحرب کہتے ہیں جبکہ صرف اپنے دار کو ہی دار الایمان قرار دیتے ہیں۔[16] نیز یہ فرقہ، مرتد ہے نہ باغی اور نہ ہی اِس فرقہ کا شمار اُن مسلمانوں میں ہو سکتا ہے جن کا خون محفوظ ہو بلکہ خوارج (باقی تمام فرق سے) ایک الگ قسم (اور الگ حیثیت) کا فرقہ ہے جن سے باقاعدہ قتال کا حکم ہمیں دیا گیا ہے اور سیدنا علیؓ نے بھی تبھی اِن سے قتال کیا تھا جب اِنہوں نے (معصوم) مسلمانوں کو قتل کرنا اور اُن کے اموال میں ظلم وزیادتی شروع کی تھی[17]۔

2. خوارج، کافر، مشرک اور منافق نہیں ہیں

امام صاحب کے نزدیک خوارج کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔ امام صاحب کے اس مؤقف کی بنیاد یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا کیونکہ یہ لوگ، صحابہ کرامؓ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے بلکہ صحابہ کرامؓ میں سے بھی بعض، خوارج کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے جیسے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ ودیگر صحابہ کرامؓ نجدۃ الحروری[18] کی اقتداء میں نماز پڑھ

لیتے تھے۔اسی طرح خوارج، صحابہ کرامؓ سے احادیث لیتے تھے،ان سے فتاوی طلب کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ سے اسی طرح مخاطب ہوتے تھے جیسے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو مخاطب کرتا ہے جیسے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نجدۃ الحروری کے استفتاء پر اسے فتویٰ دیتے اور نافع بن الأزرق[19] کے ساتھ قرآن کے بعض مسائل میں ان کا مباحثہ ہوتا رہتا تھا جیسے دو مسلمان باہم مناظرہ و مباحثہ کرتے ہیں۔ نیز صحابہ کرامؓ نے حکم نبویؐ پر اور مسلمانوں سے شر کے خاتمے کیلئے خوارج سے قتال تو کیا لیکن انہیں کافر قرار نہیں دیا، نہ ان کے اموال کو حلال سمجھا، نہ انہیں قیدی بنایا اور نہ ہی انہیں دین اسلام سے مرتد قرار دیا، حتی کہ انہیں مساجد داخلے سے بھی نہیں روکا، البتہ انہیں مال فئی کے حق سے محروم ضرور کیا[20]۔

امام صاحب نے خوارج کے مسلمان ہونے پر بطور دلیل، خلفائے راشدین میں سے سیدنا علیؓ سے متعدد روایات ذکر کی ہیں کہ انہوں نے اپنے اقوال میں کبھی بھی صریحاً، خوارج کی تکفیر نہیں کی۔اسی طرح آپ نے سیدنا علیؓ کا اسوہ بھی پیش کیا ہے کیونکہ سب سے پہلے خوارج سے قتال انہی نے کیا تھا۔ طارق بن شہابؓ فرماتے ہیں کہ خوارج کے ساتھ جنگ نہروان سے فراغت کے بعد سیدنا علیؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ خوارج مشرک ہیں؟آپ نے فرمایا شرک سے تو دور یہ بھاگتے ہیں۔ پوچھا گیا پھر کیا یہ منافق ہیں؟فرمایا منافق لوگ تو اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں (جبکہ خوارج تو ذکر الٰہی میں غلو کرنے والے ہیں)، پوچھا گیا پھر یہ کون لوگ ہیں؟فرمایا یہ تو ہمارے خلاف بغاوت کرنے والے لوگ ہیں تبھی تو ہم نے ان سے جنگ کی ہے۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ خوارج نہ مشرک ہیں نہ منافق بلکہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی تو ہم نے ان سے قتال کیا اور ان پر غلبہ پایا۔ تیسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ خوارج نہ مشرک ہیں نہ منافق بلکہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہم سے محاربہ (جنگ) کی تو ہم نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے ہم سے قتال کیا تو ہم نے ان سے قتال کیا[21]۔ گویا سیدنا علیؓ کے اقوال کی روشنی میں معلوم ہو گیا کہ خوارج، کافر و منافقین نہیں بلکہ مؤمن یا مسلمان ہیں جن سے قتال بالاتفاق رسول اکرم ﷺ کے حکم اور اس وجہ سے واجب ہے کہ انہوں نے تمام مسلمانوں کے ساتھ بغاوت کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف قتال کی ابتداء کی تھی، اس لئے اُن کے شر و فساد کا خاتمہ صرف ان کے خلاف قتال ہی سے ممکن ہے[22]۔

3. خوارج، مرتد اور باغی نہیں ہیں

امام صاحب نے خوارج کو مرتد اور باغی قرار نہیں دیا (البتہ سیدنا علیؓ کا قول پیچھے گزرا ہے کہ انہوں نے خوارج کے بارے یہ کہا کہ انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے تو ہم نے ان کے خلاف قتال کیا ہے) لیکن ان کا شمار ان مسلمانوں کے اندر بھی نہیں کیا جن کا خون محفوظ ہوتا ہے بلکہ امام صاحب کے نزدیک خوارج، ایک الگ قسم کے لوگ ہیں جن سے قتال کا حکم دیا گیا ہے اور اس گروہ سے سیدنا علیؓ نے بھی تبھی قتال کیا تھا جب اس گروہ نے مسلمانوں کے اموال میں ظلم و زیادتی کی اور ان بلاوجہ ان کو قتل کیا[23]۔

اس مسئلے کا خلاصہ امام صاحب نے یوں پیش فرمایا ہے کہ جن لوگوں سے سیدنا ابو بکرؓ نے قتال کیا تھا وہ اطاعت رسول ﷺ سے اور جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا، اس کے اقرار سے رکنے اور انکار کرنے والے تھے۔ لہذا اُن لوگوں کے برعکس جو شریعت اسلامیہ کا اقرار کرنے والے ہیں، یہ لوگ مرتد قرار پائے۔ لیکن جو شخص یا لوگ کسی متعین شخص کی اطاعت سے انکار کر دیں، جیسے سیدنا معاویہ اور (ان کے ماتحت) ملک شام کے لوگوں کی اطاعت، مگر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت پر ایمان رکھتے ہوں اور اس کا اقرار بھی کرتے ہوں، نماز بھی قائم کرتے ہوں اور زکوۃ بھی ادا کرتے ہوں، وہ یہ کہہ دیں کہ ہم تمام شرعی واجبات کی پابندی کرتے ہیں لیکن ہم سیدنا علیؓ کی اطاعت قبول نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے خیال میں اس قبولیت کا ہمیں نقصان ہے، تو بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انکار کرنے والے اور اقرار کرنے والے کس مقام پر کھڑے ہیں[24]۔

امام صاحب نے اس امر کو بھی واضح کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اگرچہ خوارج کے شر کے خاتمے کیلئے اور نبی اکرم ﷺ کے حکم پر عملدرآمد کرتے ہوئے خوارج سے ساتھ قتال کیا تھا لیکن قتال کے باوجود بھی انہوں نے خوارج کی تکفیر نہیں کی بلکہ سیدنا علیؓ نے خوارج کا مال اور انہیں قیدی بنانے کو حرام قرار دیا تھا اور کسی ایک بھی صحابی یا مسلمان نے خوارج کو نہ تو مرتد قرار دیا تھا اور نہ ہی ان کے ساتھ مرتدین والا سلوک کیا تھا، حتی کہ انہیں مساجد داخلے سے بھی نہیں روکا، البتہ انہیں مال فئ کے حق سے محروم ضرور کیا[25]۔

مسلمانوں کی تکفیر کرنے اور ان سے قتال کرنے کے باوجود، خوارج پر ارتداد اور تکفیر کا حکم نہ لگانے کا بڑا سبب امام صاحب نے یہ ذکر کیا ہے کہ خوارج کا مطلوب و مقصود ظاہری و باطنی طور پر قرآن مجید کی اتباع و پیروی ہے لیکن ان کے مؤقف کی اصل خامی یہ ہے کہ وہ قرآن کو صحیح معنوں میں سمجھ ہی ہیں سکے اور اس میدان میں ان کی فہم و فراست غلط ہے۔ جب وہ استدلال بالقرآن سے اپنے افکار و آراء کی تاویل کرتے ہیں تو کبھی اُن کی اپنی تاویل اُن کے مذہب کے خلاف چلی جاتی ہے جس کا سبب قرآنی کلمات کی اُن کی جگہوں سے تحریف کرنا ہے اور کبھی وہ قرآنی متشابہات سے استدلال کرتے ہیں جبکہ اس استدلال میں ان کی اپنی دلالت ہی غلط ہوتی ہے کیونکہ وہ اصل سے ہٹ کر صحیح معانی کا علم رکھے بغیر اور علمی رسوخ و پختگی کے بغیر، ایسی غلط تاویل کرتے ہیں جس میں ان کا مقصود اتباعِ سنت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سلسلے میں وہ مسلمانوں کی جماعت میں سے ایسے افراد سے رجوع کرتے ہیں جو قرآن کو جاننے اور سمجھنے والے ہیں[26]۔

لہٰذا امام صاحب نے اپنے فتاویٰ میں یہ مقدمہ قائم کیا ہے کہ ایسا مسلمان جو کسی تاویل کی بنیاد پر مسلمانوں سے قتال اور ان کی تکفیر کو جائز و حلال سمجھتا ہو، اس کی تکفیر نہیں کی جا سکتی، اس لئے خوارج کی بھی تکفیر نہیں کی جا سکتی، باوجود یکہ معصوم مسلمان کو قتل کرنا یا اس کے قتل کو حلال سمجھنا یا اس کی تکفیر کو جائز و حلال قرار دینا کفریہ عمل ہے۔ امام صاحب کے ہاں اس مؤقف کے چند دلائل ہیں جیسے:

1. سیدنا حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعہ میں سیدنا عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ میں اس منافق شخص کا سر قلم کرنا چاہتا ہوں۔اس پر آپ ﷺ نے انہیں روکتے ہوئے یاد دہانی کروائی کہ حاطبؓ بدری صحابی ہے اور اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال (موت تک کیلئے) پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود ہی بدریوں کے بارے فرما چکا ہے:

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ[27]

"تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔"

2. واقعہ افک رونما ہوا تو اس موقع پر (قبیلہ اوس کے) سیدنا اُسید بن حضیرؓ نے (قبیلہ خزرج کے سردار) سیدنا سعد بن عبادہؓ سے (جواباً) کہا:

"خدا کی قسم! ہم (اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہوا تو) اس شخص کو قتل کر دینگے (جس منافق کی طرف آپ ﷺ نے اشارہ کیا تھا)، کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ تم بھی منافق ہو کیونکہ منافقوں کی طرفداری کر رہے ہو"۔ اس پر اوس اور خزرج کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے تھے، دونوں قبائل کے لوگ ایک دوسرے کی طرف آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ آپ ﷺ نے انہیں نرم کیا اور انہیں چپ کروا دیا[28]۔"

ان دو احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام صاحب فرماتے ہیں:

"یہ وہ بدری صحابی ہیں جن میں سے ایک نے دوسرے کو یہاں تک کہہ دیا کہ تم منافق ہو، مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے کسی پر کفر کا حکم صادر نہیں کیا (باوجودیکہ انہوں نے آپؐ سے دوسرے کے قتل کی بھی اجازت مانگی تو آپؐ نے اجازت نہیں دی) بلکہ ان سب بدریوں کے بارے میں یہی گواہی دی کہ وہ جنتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جو مسلمان کسی تاویل کی بناء پر دوسرے مسلمان کے قتل کو جائز سمجھتا ہے اس کی تکفیر نہیں کی جائیگی۔اس کی ایک واضح مثال سیدنا اسامہ بن زیدؓ کا واقعہ ہے جب انہیں قبیلہ حرقہ کی جانب بھیجا گیا تو انہوں نے بوقت صبح قبیلہ پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی اور ایک شخص (مرداس بن عمرو) سے مڈبھیڑ میں اس پر غلبہ پالیا، اُس شخص نے "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّه" پڑھ لیا لیکن اس کے باوجود سیدنا اسامہؓ نے اسے قتل کر دیا۔آپ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے سیدنا اسامہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس کے "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّه " پڑھنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ سیدنا اسامہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ وہ قتل سے بچنا چاہتا تھا (اس نے دل سے یہ کلمہ نہیں پڑھا تھا)۔اس پر آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے (کہ تم نے اس کے "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّه " کہنے پر بھی اُسے قتل کر دیا) یہاں تک کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا[29]۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ واقع پیش آنے کے باوجود بھی آپ ﷺ نے سیدنا اسامہؓ پر کوئی جرمانہ وقد غن لگائی نہ دیت لازم قرار دی اور نہ کوئی کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا کیونکہ سیدنا اسامہؓ کا یہ عمل ان کی اس تاویل کے بنیاد پر تھا کہ یہ شخص قتل سے بچنے کیلئے "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّه " پڑھ رہا ہے اس لئے انہوں نے اس کا قتل جائز سمجھا۔ بالکل اسی طرح سلف صالحین میں سے بعض نے ایک دوسرے سے قتال کیا جیسے جنگ جمل، جنگ صفین اور اس طرح دیگر جنگوں میں ہوا، لیکن اس سب کے باوجود وہ سب کے سب مسلمان تھے اور مؤمن تھے اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں بھی یہی فرمایا ہے کہ مؤمنون کے دو گروہ آپس میں قتال کریں تو

ان کے مابین صلح کرواؤ، جیسا کہ مکمل حکم آیت میں موجود ہے، اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے انہیں، آپس میں قتال اور ایک دوسرے کے خلاف زیادتی کے باوجود، مؤمن بھائی قرار دیتے ہوئے ان کے مابین عدل وانصاف کے ساتھ صلح کروانے کا حکم دیا ہے[30]۔"

3. خوارج، فاسق، بدعتی اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے لوگ ہیں

امام صاحب کے نزدیک خوارج، فاسق ہیں اور اس مؤقف کی بنیاد یہ ہے:

"سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے خوارج کو کافر قرار دینے کی بجائے قرآن مجید کی اِن آیات وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ [31] کی بنیاد پر فاسق قرار دیا تھا۔ امام صاحب کے بقول سیدنا علیؓ اور سیدنا سعدؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے خوارج کی تکفیر نہیں کی بلکہ انہیں مذکورہ آیات کے تحت فاسقین شمار کیا کیونکہ خوارج کی گمراہی کا اصل سبب ان کا آیات قرآن میں اس کی جگہوں سے تحریف کرنا اور ان میں من مانی تاؤیل کے ذریعے وہ مفہوم مراد لینا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقصود ومطلوب نہیں۔ خوارج نے متشابہات پر تمسک کیا، محکمات سے اعراض کیا، اس سنت ثابتہ سے منہ موڑ لیا جو قرآن میں اللہ تعالیٰ کی مراد ومطلوب کو بیان وواضح کرتی ہے اور محکم کتاب اللہ کی مخالفت کے علاوہ سنت رسول ﷺ اور اجماع صحابہؓ کی بھی مخالفت کی۔ آیات مذکورہ میں اس شخص کی مذمت بیان کی گئی ہے جو بذریعہ قرآن گمراہ ہو کر فاسق بن جاتا ہے[32]۔"

"نیز خوارج کے اس طرز عمل پر سلف کی اکثریت نے انہیں آیت فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ[33] اور آیت إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا[34] کے تحت شمار کیا ہے۔ اس نقطہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام صاحب فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ قرآن سے ہدایت پالیتا ہے اور بذریعہ قرآن صرف فاسق ہی گمراہ ہوتا ہے اور یہ درحقیقت ہر اس شخص کی مذمت ہے جو بذریعہ قرآن گمراہ ہو کر فاسق بن جاتا ہے حالانکہ وہ اس سے قبل فاسق نہیں ہوتا۔ بایں وجہ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ نے وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ[35] کی تاؤیل خوارج کی بابت یہی کی ہے کہ خوارج، فاسقین ہیں کیونکہ وہ قرآن کے ذریعے گمراہ ہوئے ہیں[36]۔"

امام صاحب کے نزدیک سیدنا سعدؓ (ودیگر صحابہ کرامؓ) نے خوارج پر کفر کی بجائے فسق کا اطلاق محض اُن کی قرآن مجید کے حوالے سے خطاء وغلطی کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خوارج اھل الاھواء یعنی ایسے خواہش پرست بدعتی ہیں جو ہر عمل اپنی خواہش کی بنیاد پر ہی کرتے ہیں اور خواہشات کی اتباع میں ایسے فاسق بن گئے ہیں کہ ہر اس حق بات کی مخالفت کرتے ہیں جو ان کی خواہشات کے خلاف ہو اور ان کو خود اپنے اور اپنے رفقاء واصحاب کیلئے حکومت واقتدار اور حصول غلبہ کی جو طلب وخواہش اور تمنا ہے وہ بھی حق اور اہل حق (یعنی متبعینِ حق) کیلئے نہیں (بلکہ ان کی اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے ہے)۔[37]

امام صاحب فرماتے ہیں کہ فقہاء وعلماءِ امت کا متفقہ مؤقف ہے کہ گروہِ خوارج، بدعتی اور گمراہ ہے اور قابل مذمت ہے، البتہ ان کے مابین مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ خوارج کی تکفیر کی جائیگی یا انہیں مسلمان ہی تصور کیا جائیگا؟ امام احمدؒ سے اس سلسلہ میں دو روایات ہیں جن میں غالب حکم یہی ہے کہ خوارج کی بابت توقف بہتر ہے۔ امام مالکؒ سے بھی دو

روایات ہیں، امام شافعیؒ نے ان کی تکفیر نہیں کی، جمہور فقہاء اور اہل الحدیث کی کثیر تعداد کے ہاں خوارج کی تکفیر درست نہیں۔ لیکن تکفیر کے جواز کے قائلین کی ایک روایت کے مطابق خوارج، باغی ہیں اور دوسری کے مطابق وہ کفار ہیں اور ان کا معاملہ ان مرتدین کی طرح ہے جن سے صرف ابتدائی طور پر قتال کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ان کی قیدیوں کو قتل کرنا، فراریوں کا تعاقب کرنا اور ان میں سے جو گرفتار ہو جائیں ان سے مرتدین کی طرح طلبِ توبہ کرنا بھی جائز ہے، اگر وہ توبہ کریں تو بہتر ورنہ انہیں قتل کر دیا جائیگا۔ خوارج کی تکفیر کے قائلین میں سے حسن بن محمد بن علیؒ ہیں، ایک روایت امام شافعیؒ اور ایک روایت امام مالکؒ کی بھی ہے، اہل الحدیث کا ایک گروہ اور قرطبیؒ بھی تکفیر کے قائل ہیں۔ جبکہ امام احمدؒ اور امام مالکؒ کی ایک ایک روایت، امام شافعیؒ کا ایک قول، امام نوویؒ، محمد بن احمد بن عبدالرحمٰن الملطی الشافعیؒ، متاخرین حنابلہ، جمہور فقہاء اور کثیر اہل الحدیث کے نزدیک خوارج کی تکفیر نہیں کی جائیگی۔ مخالفین و موافقین ہر دو کے پاس دلائل ہیں اور اپنے مخالفین کے دلائل کے جوابات بھی ہیں[38]۔ جبکہ اس سلسلہ میں امام ابن تیمیہؒ کا ذاتی مؤقف ابھی پیچھے گزر چکا ہے۔

4. خوارج کی عدم تکفیر کا سبب

امام صاحب نے خوارج کی تکفیر نہیں کی باوجود یکہ وہ مسلمانوں کا خون و مال حلال سمجھتے ہیں اور ان کی تکفیر کرتے ہیں، کیونکہ وہ یہ سب کچھ تأویل کی بنیاد پر کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد و نیت قرآن مجید کا اتباع ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی اس تأویل میں غلطی پر ہیں اور اس غلط تأویل کی وجہ یہ ہے کہ تفہیم تفسیر قرآن میں یہ لوگ، سنتِ رسول ﷺ اور مسلمان مفسرین سے اس سلسلے میں رجوع نہیں کرتے اور اپنی تفسر بالرائے کو حق سمجھ کر اس پر جم جاتے ہیں۔ امام صاحب کے نزدیک (اتمام حجت کے بغیر) چونکہ محض تأویل کی بناء پر کسی عمل کے ارتکاب کرنیوالے شخص پر کفر وارتداد کا حکم نہیں لگا سکتا، لہذا خوارج کی تکفیر بھی نہیں کی جاسکتی[39]۔ اس ضمن میں امام صاحب نے سیدنا علیؓ کی سیرت اور صحابہ کرامؓ کے طرز عمل کی چند مثالیں بھی پیش کی ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا اور جاری ہے۔

اس بحث سے واضح ہوا کہ خوارج کا بدعتی، خواہش پرست اور گمراہ ہونا یقینی ہے (کیونکہ وہ سنت سے خروج کرتے ہیں اور گناہگار کی تکفیر کرتے ہیں) لیکن وہ کافر و مشرک، منافقین و مرتد نہیں ہیں کیونکہ وہ احکام شریعہ پر ایمان لانے اور ان پر عملدرآمد کرنے والے ہیں، اور باغی بھی نہیں کیونکہ مسلمان باغیوں کے خلاف اقدامی قتال کی کوئی دلیل موجود نہیں جبکہ خوارج کے خلاف قتال کا حکم نص سے ثابت ہے۔ البتہ صحابہ کرامؓ میں سے بعض کے نزدیک یہ لوگ فاسق ہیں۔ نیز امام صاحب کا نقطہ نظر ہے کہ محض تأویل کی بناء پر، کسی عمل کے مرتکب مسلمان شخص پر، کفر وارتداد کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے خوارج کی تکفیر بھی نہیں کی جاسکتی، اس لئے ان کے نزدیک خوارج ایک بدعتی اور غیر معصوم فرقہ ہے۔ یہ فرقہ مرتد، باغی اور کافر نہیں بلکہ ایسا مسلمان فرقہ ہے جس کا خون محفوظ نہیں اور جس سے قتال کا باقاعدہ حکم، ہمیں مسلمانوں سے، ان خوارج کے شر و فتنہ کے خاتمے کیلئے دیا گیا۔ علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ نے بھی خوارج کو مرتد، باغی اور کافر قرار نہیں دیا کیونکہ

خوارج، اپنی تاؤیلات کی روشنی میں اتباع قرآن پر زور دیتے تھے، صحابہ کرامؓ کی اقتداء میں نمازیں پڑھ لیتے تھے اور بعض نامور صحابہ کرامؓ بھی اِن خوارج کے پیچھے نماز ادا کر لیتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ تکلم و تخاطب، مسلمانوں ہی کی طرح کرتے تھے۔ مگر انہوں نے بالاتفاق خوارج سے قتال، حکمِ رسول ﷺ اور اس وجہ سے کیا کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے قتال کی ابتداء کی تھی اور اُن کے شر و فساد کا خاتمہ بدون قتال ممکن نہ تھا۔ اسی طرح فقہاء و علماءِ امت کے ہاں یہ مسئلہ تکفیر خوارج، مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

خوارج سے قتال کی علت اور وجوبِ قتال

گروہِ خوارج، امت میں ایسا اولین تکفیری گروہ ہے جس نے گناہوں کی وجہ سے اہل قبلہ کی تکفیر کی تھی اور گناہ بھی وہ جو ان کے نزدیک گناہ تھے، اور اسی بنیاد پر انہوں نے اہل قبلہ کا خون حلال قرار دیا تھا[40]۔ یہی وہ اصلی و بنیادی بدعت ہے جس کا احادیث اور اجماع سلف سے بدعت ہونا ثابت ہے۔[41] امام صاحب کے نزدیک چونکہ نبی کریم ﷺ نے خوارج کے بارے میں خبر دی تھی اور ان کے متعدد اوصاف بتائے تھے مثلاً جیسے نو عمر ہونا، عقل کے کچے ہونا، مخلوق میں بہترین گفتگو کرنیوالے، دین سے تیر کی طرح نکل جانیوالے، قرآن جن کے حلق سے نہیں اترتا، اہل اسلام کو قتل اور بت پرستوں کو زندہ چھوڑ دینے والے وغیرہ۔ اور اسی طرح آپ ﷺ نے ان خوارج کے ساتھ قتال پر ابھارا تھا کہ جہاں انہیں پاؤ قتل کر دو کیونکہ ان کا قاتل روز قیامت بہترین اجر کا مستحق ہوگا۔ یوں آپ ﷺ نے ایک طرف اس قتال کی متعدد وجوہات ذکر فرمائیں تو دوسری طرف یہ تمنا فرمائی کہ اگر میں اِن کو پالوں تو قوم عاد کی طرح قتل کروں[42]۔ اس لئے خوارج سے قتال کرنا واجب ہے اور جہاد کا سب سے اعلیٰ و عظیم درجہ ہے۔ اس ضمن میں امام صاحب نے چند ایسی احادیث کا تذکرہ کیا ہے جو خوارج کے متعلق وارد ہوئیں ہیں اور ان کے خصائل بد بیان کرنے کے علاوہ ان سے قتال پر ابھارتی ہیں۔ مثلاً آپ نے سیدنا علیؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[43].

"مسلمانوں میں اخیر زمانہ میں (قرب قیامت) ایسے لوگ نکلیں گے جو نو عمر بیوقوف ہونگے (ان کی عقل میں فتور ہوگا) ظاہر میں تو ساری خلق کے کلاموں میں جو بہتر ہے (یعنی حدیث) وہ پڑھیں گے مگر در حقیقت ایمان کا نور ان کے حلق تلے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے (اس میں کچھ لگا نہیں رہتا)، تم ان لوگوں کو جہاں پانا بے تامل قتل کرنا، ان کو جہاں پاؤ قتل کرنے میں (ان کے قاتل کو) قیامت کے دن ثواب ملے گا۔"

اسی طرح امام صاحب نے خوارج سے قتال کے وجوب میں سیدنا ابو سعید خدریؓ سے مروی اس حدیث کو بھی بنیاد بنایا ہے:

بَعَثَ عَلِيٌّ رضى الله عنه إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الأَرْبَعَةِ الأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِى نَبْهَانَ ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ

عُلاَئَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِى كِلاَبٍ ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ ، قَالُوا يُعْطِى صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا . قَالَ : إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ . فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ ، نَاتِئُ الْجَبِينِ ، كَثُّ اللِّحْيَةِ ، مَحْلُوقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ . فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ ، أَيَأْمَنُنِى اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ فَلاَ تَأْمَنُونِى. فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ – أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ – فَمَنَعَهُ ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا – أَوْ فِى عَقِبِ هَذَا – قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ ، لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَاد[44].

"سیدنا علیؓ نے (یمن سے) نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جسے آپ نے چار افراد، اقرع بن حابس الحنظلی ثم المجاشعی، عیینہ بن بدر الفزاری، زید الطائی بنی نبہان والے اور علقمہ بن علاثۃ العامری بنو کلاب والے، کے درمیان تقسیم کر دیا، اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا تو کہنے لگے کہ آپ ﷺ نے نجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کیلئے ان کو دیتا ہوں (کیونکہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں)، پھر ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، کلے پھولے ہوئے تھے، پیشانی اٹھی ہوئی تھی، ڈاڑھی بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا: "اے محمد! اللہ سے ڈرو!" آپ نے فرمایا: "اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرونگا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کریگا؟ اللہ نے مجھے روئے زمین پر دیانتدار بنا کر بھیجا ہے، کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟" اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، میرا خیال ہے کہ یہ سیدنا خالد بن ولیدؓ تھے، لیکن آپؐ نے انہیں اس کام سے روک دیا، پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آپؐ نے فرمایا کہ: "اس شخص کی نسل سے (یا آپؐ نے یہ فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اسی کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہونگے جو قرآن کی تلاوت تو کرینگے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائینگے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، یہ مسلمانوں کو قتل کرینگے اور بت پرستوں کو چھوڑ دینگے، اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہی تو میں انہیں اسی طرح قتل کرونگا جیسے قوم عاد کا (عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔"

یہ اور اس حوالے سے موجود دیگر احادیث کی روشنی میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ خوارج وہ لوگ ہیں جن سے امیر المؤمنین سیدنا علیؓ اور ان کے ساتھی صحابہ کرامؓ نے قتال کیا، خوارج سے قتال پر ائمہ اور سلفِ امت کا بھی اتفاق ہے اور ان سب کے ہاں، جنگ جمل اور جنگ صفین کے برخلاف، خوارج کے ساتھ قتال میں کوئی نزاع نہیں پایا جاتا، کیونکہ صحابہ کرامؓ کا ایک گروہ سیدنا علیؓ اور دوسرا گروہ سیدنا معاویہؓ کے ساتھ تھا، جبکہ ایک تیسرا گروہ بھی تھا جس نے دونوں کا ساتھ دینے کی بجائے اس باہمی قتال کو فتنہ قرار دیتے ہوئے خود کو اس سے الگ تھلگ رکھا، جبکہ گروہِ خوارج میں کوئی ایک بھی صحابی رسول ﷺ موجود نہیں تھا اور خوارج کے ساتھ قتال کے معاملے میں کسی ایک بھی صحابیؓ سے ممانعت موجود نہیں[45]۔

امام صاحب نے اس امر کو بھی واضح کیا ہے کہ خوارج سے قتال کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے، اپنے مذہب کی موافقت کرنے والوں کے علاوہ، تمام مسلمانوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے قتال میں پہل وابتداء کی ہے، اس لئے خوارج کے شر کا خاتمہ بھی جوابی قتال سے ہی ممکن ہے کیونکہ یہ خوارج، مسلمانوں کے حق میں راہزنوں (یا دہشت گردوں) سے بھی بڑے مجرم ہیں جن کا مقصود جنگ صرف حصول مال ہے، ان کو مال دیں تو یہ قتال سے رک جائیں گے اور

لوگوں پر غارتگری کا سلسلہ بند کر دینگے، یہ دین کے نام پر مسلمانوں سے قتال کرتے ہیں تاکہ لوگ کتاب وسنت اور اجماع صحابہ کرامؓ سے منحرف ہو کر خود ان کے قرآن مجید کے بارے میں فہمِ فاسد اور من گھڑت وخود ساختہ باطل تاؤیلات کو اختیار کر لیں۔ لیکن اس سب کے باوجود بھی سیدنا علیؓ نے واضح کر دیا کہ یہ لوگ کافر ہیں نہ منافق، بلکہ یہ لوگ مؤمن ہیں[46] ۔اس لئے ان کو مرتد سمجھتے ہوئے ان کے مال کو مال غنیمت سمجھنا اور انہیں قیدی بنانا حرام ہے، ان کے ساتھ مرتدین والا سلوک نہ کیا جائے اور نہ ہی انہیں مساجد سے روکا جائے، البتہ انہیں مال فئی کے حق سے محروم ضرور رکھا جائے[47]۔

سیدنا علیؓ پر جب ایک خارجی عبدالرحمن ابن ملجم نے حملہ کر کے انہیں زخمی کیا تو سیدنا علیؓ نے اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم نہیں دیا، بلکہ آپ نے ان مسلمانوں کو بھی روکا جو اسے قتل کرنے چاہتے تھے کیونکہ سیدنا علیؓ نے زخمی ہونے کی صورت میں قصاص اور شہادت کی صورت میں اس کے قتل کا حکم دیا تھا[48]۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ سیدنا علیؓ کے اقوال وسیرت کی روشنی میں خوارج، کافر ومنافقین نہیں بلکہ مؤمن یا مسلمان ہیں جن سے قتال بالاتفاق اس لئے واجب ہے کہ حضور ﷺ کا حکم بھی ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ خوارج نے تمام مسلمانوں کے ساتھ بغاوت کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف قتال کی ابتداء کی تھی، اس لئے اُن کے شر وفساد کا خاتمہ صرف ان کے خلاف قتال ہی سے ممکن ہے۔ مسلمانوں کے حق میں یہ خوارج چور وڈاکوؤں سے بھی زیادہ خطرناک لوگ ہیں کیونکہ یہ مال کے لالچی ہیں، انہیں مال ملتا رہیگا تو قتال نہیں کرینگے اور خوارج دین کے نام پر مسلمانوں سے صرف اس لئے قتال کرتے ہیں کہ مسلمان، کتاب وسنت اور اجماع صحابہؓ سے رجوع کر کے خوارج کے مبتدعانہ فہم اور فاسد تاؤیلات کے مطابق قرآن کو مانیں اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں[49]۔

خوارج اور فتنہ پرداز لوگوں کے خلاف جنگ میں فرق

خوارج سے کی جانیوالی جنگ، باغیوں اور مرتدین کے ساتھ جنگ سے بالکل مختلف ہے اور اس جنگ سے بھی مختلف ہے جو ایام فتنہ میں مسلمانوں کے مابین لڑی گئی یا لڑی جاتی ہے۔ گویا باغیوں، مرتدین اور قتالِ فتنہ کے برعکس خوارج سے جنگ کی نوعیت بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد جو فتنہ پھیلا اور سیدنا علیؓ اور سیدنا معاویہؓ کے مابین جنگ جمل وصفین ہوئیں، تو تمام صحابہ کرامؓ ان جنگوں کے معاملے میں تین گروہوں میں بٹ گئے، پہلا گروہ سیدنا علیؓ کے ہمراہ تھا، دوسرا سیدنا معاویہؓ کے ہمراہ تھا جبکہ تیسرا گروہ پہلے دونوں گروہوں کے برعکس جنگ سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ نصوص شرعیہ کے مطابق تیسرے گروہ کا طرز عمل ہی قابل ترجیح تھا۔ اسی طرح خوارج کے ظہور پر ان کے خلاف جنگ نہروان ہوئی تو تمام صحابہ کرامؓ کا سیدنا علیؓ کے ہمراہ خوارج کے خلاف قتال پر مکمل طور پر اتفاق تھا اور آپ ﷺ کا حکم وخواہش بھی تھی کہ خوارج سے قتال کیا جائے۔ جنگ جمل وصفین پر سیدنا علیؓ نے اظہار ندامت وافسوس کیا کیونکہ آپ

ﷺ نے ایام فتنہ میں قتال کی بجائے گھر بیٹھے رہنے کا حکم دیا تھا، جبکہ جنگ نہروان پر سیدنا علیؓ نے خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا[50]۔

اسی طرح مرتدین جب وہ حقوق اسلام میں تخفیف کرتے اور اسلام کو جزوی طور پر لیتے ہیں اور دعوت و تبلیغ کے باوجود جب وہ ظاہر و متواتر احکام شرعیہ کا انکار کرتے ہیں تو ان پر اقدامی قتال کا حکم ہے جیسے سیدنا صدیق اکبرؓ نے مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کیا تھا۔ لیکن (تاویل سائغ کی بنیاد پر بغاوت کرنیوالے) باغیوں پر اقدامی قتال کی کوئی نص موجود نہیں ہے کیونکہ وہ شریعت کے ظاہر و متواتر احکام پر ایمان لانے اور ان پر عملدرآمد کرنیوالے ہیں لیکن معین امیر کی اطاعت سے گریزاں ہیں، جیسے سیدنا معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں نے سیدنا علیؓ کی اطاعت سے انکار کر دیا کیونکہ ان کے خیال میں اس اطاعت میں ان کو نقصان و ضرر کا اندیشہ تھا[51]۔

لہٰذا واضح ہوا کہ نص اور اجماع کی رو سے قتالِ خوارج اور قتال فتنہ میں واضح فرق ہے اور باغیوں، مرتدین اور قتال فتنہ کے برعکس، قتالِ خوارج کی نوعیت بھی بالکل مختلف ہے۔اور باغیوں کے برعکس خوارج کے خلاف قتال کا حکم، نص سے ثابت ہے۔

خوارج اور عہد حاضر

لوگوں کی اکثریت عہد حاضر میں مسئلہ خوارج کے حوالے سے اختلاط کا شکار ہے۔اس مسئلہ میں علماء کے فتاویٰ و اقوال اور فقہاء کی تصریحات سے صرف نظر کرتے ہوئے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص بھی حکام کے خلاف خروج کی دعوت دے وہ خارجی ہے، حالانکہ یہ مسئلہ بھی باقی فقہی مسائل کی طرح ایک مسئلہ ہے لہذا اس مسئلے کی بابت گفتگو کرتے وقت بھی مصلحت اور مفسدت کے قانون کو اختیار کرنا چاہئے۔دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص جہاد کرتا ہے یا اہل اسلام کے مسائل میں دلچسپی لیتا ہے یا موجودہ مسلمانوں کی حمایت میں کچھ بولتا ہے، وہ خارجی ہے۔ یہ ہمارے اُن مسلمان مجاہد بھائیوں پر ظلم کی ہی ایک شکل ہے جو مختلف خطوں میں جارح قابض دشمن کے خلاف اپنے تحفظ و آزادی کیلئے برسرپیکار ہیں۔ اور یہ ان لوگوں پر بھی ظلم ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے تشخص، عقائد، اخلاق اور دیگر معاملات کا دفاع کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کو ان کے ذاتی و ظاہری تشخص اور اسلام و مسلمانوں کی حمایت کی وجہ سے وحشی، اجڈ، قدامت پسند، مذہبی شدت پسند انتہاء پسند، سخت گیر اور بالآخر خارجی تصور کیا جاتا ہے۔

حق اور انصاف کی بات یہ ہے کہ خارجی صرف وہ شخص ہے جو قدیم خارجی سوچ و عقیدے کا مالک ہو، اپنا الگ تشخص قائم کر کے لوگوں کو بلا تاویل محض گناہ کی وجہ سے کافر قرار دے، ان کا خون، عزتیں اور اموال کو جہاد کی حجت یا استعمار کو روکنے کے نام پر حلال کرے اور ابتداءً زمین میں فساد مچائے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم کثیر جہادی گروہوں پر ان کے کردار و اعمال کی حقیقت جان لینے اور پس پردہ محرکات کا جائزہ لینے کے بعد علماءِ کرام کے اقوال کی روشنی میں حکم لگائیں

کیونکہ ان میں اسے اکثر جہادی گروہ، حکومتی جبر، ماورائے عدالت ظلم وستم، اسلام دشمنی، فسق وفجور کی سرپرستی، مسلم ممالک میں ریاستی سطح پر اسلام مخالف پالیسیوں، مغربی اقدار وتصورات کو ریاستی تحفظ وتقویت فراہم کرنے، سماجی ناانصافی وبے اعتدالی، شرعی پولیس کی عدم موجودگی اور مسائل کی شنوائی نہ ہونے کی وجہ سے بطور رد عمل وجود میں آتے ہیں۔

نتیجۂ بحث وخلاصہ کلام

مسلمانوں کے مابین فتنہ اور تفرقہ کے ایام میں، بنامِ اسلام مسلمانوں اولین جدا ہونے والا گروہ، خوارج کا ہے جس نے سیدنا علیؓ، سیدنا امیر معاویہؓ کی عدم اطاعت کرتے ہوئے اُن کے خلاف جنگی محاذ کھول دیا اور تمام مسلمانوں کے بر خلاف اپنے مبنی بر خواہش اقوال اور متشددانہ افعال واعمال کے ساتھ اپنی الگ حیثیت، پہچان اور تشخص قائم کر لیا تھا۔ اِن کے نزدیک مسلکِ خوارج کے مطابق، قرآن کی اتباع وپیروی ضروری ہے، مذہبِ خوارج کے خلاف حدیث وسنت کا ہر حصہ ناقابل قبول ہے، نبی اکرم ﷺ معصوم نہیں اس لئے ان اطاعت ومتابعت واجب نہیں سوائے ان معاملات میں جن کی تصدیق قرآن کرتا ہے۔ منزل من اللہ شریعت کے عین مطابق تمام تر فیصلے نہ کرنے کی وجہ سے خلفائے راشدین مسلمان ہیں نہ واجب الاتباع بلکہ اُن کا اور اُن کی راہ پر چلنے والے ہر شخص کو خون ومال حلال ہے۔ دانستہ وغیر دانستہ طور پر گناہ کرنا یا منزل من اللہ شریعت کے برعکس فیصلہ کرنا، کفر ہے اور مستحق قتل ہے۔

خوارج اپنے مبتدعانہ فہم اور فاسد تاؤیلات کے مطابق امت پر اپنے افکار ونظریات کو جبراً نافذ ولاگو کرنا چاہتے ہیں، اپنی خواہش پرستی کو حق قرار دینے پر مصر ہیں اور قرآن مجید وشریعت اسلامیہ میں تحریف اور من مانی تاؤیل کے مرتکب ہیں لہذا بدعتی، خواہش پرست، گمراہ اور بعض صحابہ کے نزدیک فاسق ہیں لیکن صحابہ کرامؓ کے نزدیک کافر ومشرک، منافقین ومرتد نہیں ہیں کیونکہ وہ احکام شریعہ پر ایمان لانے اور ان پر عملدرآمد کرنے والے ہیں، اور باغی بھی نہیں کیونکہ مسلمان باغیوں کے خلاف اقدامی قتال کی کوئی دلیل موجود نہیں جبکہ خوارج کے خلاف قتال کا حکم نص سے ثابت ہے۔ چونکہ امام صاحب کے نزدیک محض تاؤیل کی بناء پر، کسی عمل کے مرتکب مسلمان شخص پر، کفر وارتداد کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے خوارج کی تکفیر بھی نہیں کی جاسکتی۔ البتہ خوارج ایک بدعتی اور غیر معصوم ایسا مسلمان فرقہ ہے جس کا خون محفوظ نہیں اور جس سے قتال کا باقاعدہ حکم، ہمیں مسلمانوں سے، ان خوارج کے شر وفتنہ کے خاتمے کیلئے دیا گیا کیونکہ خوارج، دین کے نام پر مسلمانوں سے صرف اس لئے قتال کرتے ہیں کہ مسلمان، کتاب وسنت اور اجماع صحابہؓ سے رجوع کر کے خوارج کے مبتدعانہ فہم اور فاسد تاؤیلات کے مطابق قرآن کو مانیں اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔

نیز صحابہ کرامؓ نے بھی خوارج کو مرتد، باغی اور کافر قرار نہیں دیا کیونکہ خوارج، اپنی تاؤیلات کی روشنی میں اتباع قرآن پر زور دیتے تھے، صحابہ کرامؓ کی اقتداء میں نمازیں پڑھ لیتے تھے اور بعض نامور صحابہ کرامؓ بھی اِن خوارج کے پیچھے نماز ادا کر لیتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ تکلم وتخاطب، مسلمانوں ہی کی طرح کرتے تھے۔ اگرچہ سیدنا علیؓ کے اقوال

وسیرت کی روشنی میں خوارج، کافر ومنافقین نہیں بلکہ مؤمن یا مسلمان ہیں مگر اُنہوں نے اور دیگر صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق خوارج سے قتال، حکمِ رسول ﷺ اور اس وجہ سے کیا کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے قتال کی ابتداء کی تھی اور اُن کے شر وفساد کا خاتمہ بدون قتال ممکن نہ تھا۔اسی طرح فقہاء وعلماءِ امت کے ہاں یہ مسئلہ تکفیر خوارج، مختلف فیہ مسئلہ ہے۔لیکن یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ نص اور اجماع کی رو سے قتالِ خوارج اور قتال فتنہ میں واضح فرق ہے اور باغیوں، مرتدین اور قتال فتنہ کے برعکس، قتالِ خوارج کی نوعیت بھی بالکل مختلف ہے۔اور باغیوں کے برعکس خوارج کے خلاف قتال کا حکم، نص سے ثابت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع فتاوی شیخ الاسلام احمد بن تیمیۃ، 13: 208 ، مجمع الملک فہد الوطنیۃ، مدینہ منورہ، سعودی عرب، 1416ھ

امام صاحب نے لکھا ہے کہ خوارج کی ایک بڑی تعداد نے سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں بھی ان کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔(نفس مصدر: 11: 685)

2 مجموع فتاوی 13: 208

3 عراق کے شہر کوفہ کی ایک بستی کا نام ہے۔

4 ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ 5: 251، مؤسسۃ قرطبہ، قاہرہ مصر، 1406ھ

5 مجموع فتاویٰ 7: 481

6 نفس مصدر 7: 479- 481

7 مجموع فتاویٰ 7: 481-482

8 نفس مصدر 13: 208

9 مجموع فتاوی 13: 208

10 نفس مصدر 19: 72-73

11 اہل بدعت سے مراد یہاں صرف امام صاحب کے ہاں بیان کردہ مخصوص بدعتی وگمراہ فرقے ہیں۔

12 مجموع فتاویٰ 13: 208-209

13 نفس مصدر 19: 72۔73

14 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ 5: 243- 244

15 نفس مصدر 5: 250

16 مجموع فتاویٰ 19: 73

17 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ 5: 241

18 نجدۃ بن عامر بن عبداللہ بن ساد بن الفرج الحنفی، خوارج کے فرقہ ''نجدات'' کا بانی جو69ھ یا71ھ کو اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں مقتول ہوا۔

19 نافع بن الأزرق بن قیس بن نھار بن إنسان بن أسد بن صبرۃ بن ذھل بن الدول بن حنیفۃ، خوارج کے فرقہ ''الأزارقہ'' کا بانی، 65ھ میں مقتول ہوا۔

20 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ5: 241- 247

21 نفس مصدر

22 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ5: 243۔ 244

23 نفس مصدر5: 241

24 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ4: 501۔502

25 نفس مصدر 5: 241 ؛ 7: 405

26 مجموع فتاویٰ13: 356

27 البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الجاسوس، حدیث(2845)دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ

28 صحیح البخاری، کتاب الشہادات، باب تعدیل النساء بعضھن بعضا، رقم الحدیث:2518، عن عائشہؓ۔(یہ حدیث صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں بھی موجود ہے)۔

29 صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث النبی ﷺ اسامۃ بن زید الی الحرقات۔۔۔حدیث: 4021، عن اسامۃ بن زیدؓ؛ مجموع فتاویٰ3: 283-284 ۔ (یہ حدیث بخاری کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی موجود ہے)۔

30 مجموع فتاویٰ3: 284

31 سورۃ البقرۃ2: 26-27

32 مجموع فتاویٰ16: 173

33 سورۃ آل عمران3: 7

34 سورۃ الأنعام6: 159

35 سورۃ البقرۃ2: 26-27

36 مجموع فتاویٰ16: 173

37 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ5: 241-243

38 مجموع فتاویٰ28: 818

39 نفس مصدر 3: 284

40 مجموع فتاویٰ7: 481

41 نفس مصدر 19: 73

42 صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث علیؓ ابن ابی طالب و خالدؓ بن الولید، (حدیث: 4094) عن ابی سعیدؓ الخدری؛ کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالہم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد اقامۃ الحجۃ علیہم، رقم الحدیث: 6531، عن سوید بن غفلۃ عن علیؓ

43 صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالہم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد اقامۃ الحجۃ علیہم، (حدیث: 6531)

44 صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل: وأما عاد فأھلکوا بریح صرصر، (حدیث: 3166)

45 مجموع فتاویٰ 28: 512-513

46 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ 5: 243-244

47 نفس مصدر 5: 241 --- مجموع فتاویٰ 7: 617

48 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ 5: 245

49 نفس مصدر 5: 243- 244

50 منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ 3: 349 (مسئلہ کی الگ الگ تفصیل و تفہیم مع حوالہ جات پیچھے گزر چکی ہے)۔

51 نفس مصدر 4: 501-502